(۳)

حافظ احمد یار رحؒ : جُہدِ مسلسل کا پیکر

محترمہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت
سابقہ چیئرپرسن شعبہ علومِ اسلامیہ‘ پنجاب یونیورسٹی

کتنی خوش نصیب ہیں وہ ہستیاں‘ وہ نفوسِ قدسیہ جو اس فانی دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی زندہ رہتی ہیں۔ نجی حلقوں اور عوامی جلسوں میں ان کے اخلاقِ حسنہ اور علمی خدمات کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے اور لوگوں کے لیے مشعل راہ بھی بنتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک قدآور شخصیت استاذ محترم حافظ احمد یار مرحوم ومغفور کی تھی‘ جن کی وفات کو دس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے‘ لیکن وہ اپنے آثارِ جلیلہ اور اخلاقِ فاضلہ کی وجہ سے ہم سب کی گفتگو کا موضوع ومحور بنے رہتے ہیں۔ علومِ دینیہ بالخصوص سرچشمۂ علوم‘ قرآن حکیم سے متعلق کوئی پروگرام یا کوئی مجلس منعقد ہو‘ ان کی للّٰہیت اور سرچشمۂ خزینۂ علوم‘ اللہ کے آخری کلام سے ان کی وابستگی اور اس کے علوم وفنون پر ان کی دسترس کا ذکر خیر ضرور ہوتا ہے۔ اس مجلس میں موجود بعض حاضرین محترم کو یقیناً یاد ہوگا کہ آج سے چند سال قبل پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات نے حافظ صاحب مرحوم کی خدماتِ جلیلہ کے اعتراف میں ایک مجلس کا انعقاد کیا تھا‘ جس میں حافظ صاحب کے معاصرین‘ تلامذہ اور متبعین نے شرکت فرمائی اور ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد ان تاثرات کو شائع بھی کیا گیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج کی یہ مجلس بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مؤسس انجمن خدام القرآن محترم ومکرم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کے سعادت مند صاحبزادوں بالخصوص عزیز محترم حافظ عاکف سعید نے استاذ محترم کی جو توقیر کی اور ان کے ۱۸۹ دروسِ قرآن کو محفوظ کر کے طالبان ومشتاقانِ قرآن تک پہنچایا‘ ہم سب ان کے تہہ دل سے شکرگزار ہیں۔

اس افراتفری اور ہنگامہ خیز دور میں ہمارے اعمالِ سیئہ کے سبب ہر شے سے خیر وبرکت ختم ہوتی جارہی ہے۔ کوئی تعمیری اور اچھا کام نہ کر سکنے کا سبب عدم فرصت کو ٹھہرایا جا رہا ہے۔ حافظ صاحب کے قرآن حکیم کے لیکچرز کی افادیت کے پیش نظر ان کے سعادت مند صاحبزادوں ڈاکٹر نعم العبد اور کرنل (ریٹائرڈ) ذوالقرنین نے ان تمام کیسٹس کو پہلے CD اور پھر DVD پر منتقل کیا تاکہ قرآن مبین سے تعلق رکھنے والے‘ سمجھنے اور سیکھنے کا شوق رکھنے والوں کے لیے سفر وحضر میں بآسانی اس سے استفادہ ممکن ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین اجر سے نوازے اور ہم سب کو اپنے والدین کے لیے صدقۂ جاریہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حافظ صاحب کا ایک اور منفرد کام قرآن حکیم کی صرفی ونحوی اور اعرابی بحثوں کے ساتھ مفصل تفسیر ''لغات واعرابِ قرآن'' تھی' جوان کی تکمیل پسند طبیعت کی وجہ سے ابھی سورۃ البقرۃ کے نصف پر ہی پہنچی تھی کہ یہ عارفِ قرآن اپنے رب سے جاملا۔ اس پائے کی تفسیر کی تکمیل کے لیے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ صبر وثبات کی بھی ضرورت ہے۔ کل ہی یہ خوشخبری ملی کہ حافظ صاحب کے شاگرد رشید جناب لطف الرحمٰن صاحب' جن کے پاس نہ ایم اے اسلامیات کی ڈگری ہے اور نہ ہی وہ اسلامیات کے روایتی مدرس ہیں' انہوں نے اس عظیم کام کی تکمیل کا آغاز کر دیا ہے۔ رب کریم انہیں اس کام میں استقامت عطا فرمائے اور ہر مرحلے پر ان کی راہنمائی فرمائے۔ آمین!

حافظ صاحب مرحوم کی زندگی بچپن سے لے کر وفات تک جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ حافظ صاحب کی پیدائش ونشو ونما ایسے علاقے اور ماحول میں ہوئی جہاں تعلیم کا رواج نہ تھا' لہٰذا ایسی پسماندہ بستی میں کسی سکول کا وجود ہونا بھی ممکن نہیں تھا۔ لیکن اللہ کریم نے اپنے اس بندے کے لیے حصول علم کی راہیں کھولیں اور کٹھن معاشرتی اور کمزور معاشی حالات میں بھی متدین والدین نے بیٹے کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ ان کی والدہ کا تعلیم سے محبت اور تعلق کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں بیٹے کی تعلیم جاری رکھنے کے لیے اپنے چھوٹے موٹے اثاثے یعنی زیور' جو ہر عورت کی کمزوری اور خواہش ہوتے ہیں' فروخت کرنا پڑے۔ سکول گھر سے کئی میل دور تھا' روزانہ آنے جانے کا سفر پیدل ہوتا۔ جذبہ صادق اور حصولِ علم کی لگن ہوتو یہ صعوبتیں اور تکالیف چنداں گراں نہیں گزرتیں۔

۱۹۳۷ء میں حافظ صاحب نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو والدین کو ان کا گھر بسانے کی فکر لاحق ہوئی' لہٰذا انہوں نے یہ فریضہ بھی باحسن انجام دیا۔ گھرداری کی ذمہ داری نے ملازمت پر مجبور کیا کہ ان کا تعلق کسی وڈیرے یا زمیندار گھرانے سے نہیں تھا کہ کسب معاش سے بے نیاز ہو کر حصولِ علم کی اگلی منزلیں طے کرتے ۔ ۱۹۳۷ء سے غالباً ۱۹۵۴ء تک مختلف ملازمتوں میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ حصول علم کے لیے کوشاں رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے جے وی اور اسی دوران نو ماہ کے مختصر عرصے میں قرآن حکیم بھی حفظ کیا۔ بی اے' منشی فاضل' ایم اے عربی اور ایم اے علومِ اسلامیہ وغیرہ کے امتحانات پاس کیے اور قرآن حکیم کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے جامعہ محمدی کے اجل اساتذہ سے استفادہ بھی کیا۔ یعنی میٹرک کے بعد ایک طالب علم جو سفر چھ سات سال میں طے کرتا ہے حافظ صاحب نے تقریباً سترہ اٹھارہ سال میں طے کیا۔ یہاں یہ بات بڑی اہم ہے کہ ان کا مطالعہ بڑا وسیع اور اس میں تنوع تھا' جس کی شہادت ان کی تحریروں' لیکچرز اور مختلف علوم اور موضوعات پر ان کی مدلل اور جامع گفتگو اور ذاتی لائبریری میں موجود قیمتی ذخیرۂ کتب سے ملتی ہے۔ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر حافظ صاحب کے ورثاء سے درخواست کروں گی کہ ان کی بیش قیمت لائبریری' جس کی حفاظت وہ دل و جان سے کر رہے ہیں' افادۂ عام کے لیے کسی ایسے